احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کیلئے

روزنامہ الفضل ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ — فون: ۴۴۹ — ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۲/۷۷ | بدھ ۱۵ جمادی الاول ۱۴۱۳ھ، ۱۱ نبوت ۱۳۷۱ ہش، ۱۱ نومبر ۱۹۹۲ء | نمبر ۲۵۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی تعریف کے وقت خدا کی طرف دھیان لے جائیں

"جب خدا کی ذات کے تعلق میں اپنی ذات کا سوچا جائے اور اپنی تعریف ہوتے دیکھ کر خدا کی طرف دھیان نہ جائے تو یہ خطرناک بات ہے جس سے جماعت کو بچنا چاہیئے۔ خصوصاً عبادت کے وقت یہ ایک اچھی ذہنی اور روحانی ورزش ہے کہ انسان جب (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے) کا عاشقانہ نعرہ بلند کرتا ہے تو تلاش کر کر کے اپنی حمد سے اپنے وجود کو خالی کر دے۔"

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

درخواست دعا

حضرت مریم صدیقہ صاحبہ تحریر فرماتی ہیں:

میری ہمشیرہ محترمہ امۃ القدوس صاحبہ بیگم مرزا وسیم احمد صاحب (قادیان) کو ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق ۳، نومبر کو حیدر آباد دکن لے گئے تھے اسی ہسپتال میں جہاں دوسری آنکھ کا اپریشن ہوا تھا۔ ڈاکٹر علاج کر رہے ہیں۔ درد میں پہلے سے کمی ہے۔ اپریشن کا ابھی فیصلہ نہیں ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد کریں گے۔ احباب جماعت کی خدمت میں ان کی مکمل صحت یابی اور آنکھ میں بصارت واپس آجانے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

فضل عمر ہسپتال میں نئے وارڈوں اور نرسز ہاسٹل کا افتتاح

سال بھر میں ۶۵ ہزار مریضوں کا مُفت علاج کیا گیا

دل کی بیماریوں کے علاوہ آنتوں اور جگر کے علاج میں ہسپتال ملک گیر شہرت حاصل کر چکا ہے

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے دعا کرائی۔ ایڈمنسٹریٹر صاحب نے رپورٹ پیش کی

ربوہ: ۸ر نومبر فضل عمر ہسپتال کے نرسز ہوسٹل زنانہ میڈیکل وارڈ اور بچوں کے وارڈ کا افتتاح یہاں ایک سادہ اور پُروقار تقریب میں عمل میں آیا۔ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ نے تقریب کی صدارت فرمائی اور دُعا کے ساتھ ہسپتال کے ان نئے شعبوں کا افتتاح فرمایا۔

افتتاحی تقریب میں جو شام چار بج کر پچیس منٹ پر فضل عمر ہسپتال کے آپریشن روم کے سامنے واقعہ کھلی جگہ پر منعقد ہوئی۔ محترم کرنل ایاز محمود خان صاحب ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے ہسپتال کی کارکردگی کا جائزہ پیش کیا۔ نئے نرسز ہوسٹل کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ ہسپتال میں چوبیس گھنٹہ خدمات انجام دینے کے لئے نرسز کو یہاں موجود رہنا پڑتا ہے لیکن نرسز کی رہائش کا کوئی معقول انتظام نہیں تھا۔ اس نئے ہوسٹل میں ۲۰ کمرے ہیں۔ ہر نرس کے لئے الگ کمرہ ہے اس کے علاوہ کچن غسلخانہ کامن روم اور مہمانوں سے ملاقات کا کمرہ ہے۔

مکرم کرنل صاحب نے بتایا کہ دوسرا اہم اضافہ زنانہ میڈیکل وارڈ کی نئی عمارت کا ہے۔ پرانا وارڈ مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے لئے ناکافی تھا نیز بچوں کے لئے کوئی علیحدہ وارڈ نہیں تھا۔ اب خدا کے فضل سے یہ کمی پوری ہو گئی ہے۔

مکرم ایڈمنسٹریٹر صاحب نے بتایا کہ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ صدر انجمن احمدیہ نے فضل عمر ہسپتال کے معاملہ میں ہمیشہ ہی فراخدلی کا ثبوت دیا ہے اور اپنے لاتعداد منصوبوں کے باوجود ہسپتال کے لئے اپنی امداد کے دروازے ہمیشہ کھلے رکھے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ آج یہ ادارہ خدمت خلق کے نقطۂ نظر سے سو بستروں پر مشتمل ہے اور مریضوں کو متعدد سہولتیں فراہم کرتا ہے۔

گذشتہ ایک سال میں کئے جانے والے اضافوں کا ذکر کرتے ہوئے مکرم ایڈمنسٹریٹر صاحب نے بتایا کہ کان ناک اور گلا کا نیا شعبہ قائم ہوا ہے، دانتوں کے مریضوں کی سہولت کے لئے شام کی شفٹ شروع کی گئی ہے۔ ڈاکٹروں کے کمروں، ایمرجنسی، اور دفتر میں کولر اور کانفرنس روم اور دو سینئر سپیشلسٹ ڈاکٹر صاحبان کے کمرے میں اے سی لگوائے گئے ہیں۔ سات پرائیویٹ کمروں میں نیا فرنیچر رکھوایا گیا۔ لیبارٹری اور اکاؤنٹس کے لئے ایک کمپیوٹر خریدا گیا۔ لیبارٹری میں نئے ٹیسٹوں کا اضافہ ہوا اور نئے آلات مہیا کئے گئے۔ مریضوں اور عملے کی سہولت کے لئے کینٹین کی تعمیر شروع ہو چکی ہے جو دو ماہ کے اندر مکمل ہو جائے گی۔

مستقبل کے منصوبوں کا ذکر کرتے ہوئے مکرم ایڈمنسٹر صاحب نے بتایا کہ شعبۂ ایمرجنسی کو نئے سرے سے استوار کرنے اور اس میں نئی سہولتیں شامل کرنے اور مریضوں اور لواحقین کے استقبالیہ کے لئے ایک منصوبہ کی منظوری صدر انجمن نے دے دی ہے۔ یہ کام عنقریب شروع ہو جائے گا۔ آپریشن تھیٹر کا نیا منصوبہ بنایا گیا ہے، جس کے بعد آپریشن کی سہولتیں اور جگہ کشادہ ہو جائے گی۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی ہدایت پر پانچ نئے منصوبوں کے قابل عمل ہونے کی رپورٹس تیار کی گئی ہیں۔ ان میں انتہائی نگہداشت کا یونٹ، دل کے مریضوں کی دیکھ بھال کا یونٹ، دانتوں کے شعبہ میں توسیع، پرائیویٹ کمروں کے نظام میں بہتری اور لواحقین کی رہائش کا انتظام بچوں کے امراض کے شعبہ کا قیام اور آپریشنز کے جدید نظام کو اپنانا شامل ہیں۔

گذشتہ سال کی کارکردگی کا ذکر کرتے ہوئے مکرم ایڈمنسٹریٹر صاحب نے بتایا کہ سال بھر میں کل ایک لاکھ آٹھ ہزار چھ سو انتیس مریضوں کا علاج کیا گیا۔ جن میں ۳۴ ہزار کے قریب مرد، ۴۵ ہزار کے قریب عورتیں اور ۲۸ ہزار سے زائد بچے شامل تھے۔

کل مریضوں میں سے ۴۸ ہزار سے زائد کارکنان تھے۔ اور ۴۲ ہزار نے ادائیگی کی۔ جبکہ سترہ ہزار سات سو سرسٹھ مریضوں کا ہر لحاظ سے مفت علاج کیا گیا۔ اس میں ہر قسم کے ٹیسٹ ایکسرے، لیبارٹری، ڈیلیوریز کے علاوہ دواؤں کی فراہمی بھی شامل ہے۔

سپیشلسٹ ڈاکٹر صاحبان نے ۳۰ ہزار سے زائد مریض دیکھے جنرل سرجری میں ۳۱۸ بڑے اور ۲۰۸ چھوٹے آپریشن کئے گئے۔ عورتوں کے شعبہ میں ۱۰۳ بڑے اور ۳۳۲ چھوٹے آپریشن اور ۱۶۶۰ معمولی "پروسیجرز" کئے گئے۔ اس کے علاوہ ۵۵۸ بچے ہسپتال میں پیدا ہوئے۔ آنکھ کے شعبے میں ۲۱۹ بڑے اور ۵۱ چھوٹے آپریشن کئے گئے۔ جبکہ ۴ ماہ قبل قائم ہونے والے ناک کان گلا کے شعبے میں ۶۶ بڑے اور ۵ چھوٹے آپریشن کئے گئے۔

لیبارٹری میں ایک لاکھ ۲۴ ہزار اور ۵۵۰ ٹیسٹ ہوئے۔ قریباً دس ہزار ایکسرے لئے گئے۔ قریباً ۲ ہزار

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۱ نبوت ۱۳۷۱ ہش ۱۱ نومبر ۱۹۹۲ء

انسانی حقوق کا منبع

انسانی حقوق کی پاسداری کا ساری دنیا میں چرچا ہے سب لوگ چاہتے ہیں کہ انسانی حقوق کی پاسداری کی جائے اور اگر کہیں نہیں ہو رہی تو اس بات کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں جب اقوامِ متحدہ کا قیام عمل میں آیا تھا تو اس کے چارٹر میں بھی انسانی حقوق کی پاسداری کا ذکر کیا گیا تھا اور سب لوگ اس چارٹر کا حوالہ دیتے ہوئے اس پر عملدرآمد کے متمنی رہتے ہیں۔

یہ انسانی حقوق آئے کہاں سے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے ہم سب اس کی مخلوق ہیں۔ یہ حقوق بھی اسی نے عطا کئے ہیں۔ سب اسکی مخلوق ہیں تو سب کے ساتھ یکساں سلوک ہونا چاہیئے۔ سب کیلئے ایک جیسے مواقع ہونے چاہئیں سب کی عزت کو دوسروں کی عزت کے برابر سمجھا جانا چاہیئے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے۔ اور اسی بات کی پاسداری انسانی حقوق کی پاسداری کہلاتی ہے۔ کسی کے ساتھ غلط سلوک کرتے ہوئے یا کسی کے حقوق پامال کرتے ہوئے ہمیں سب سے پہلے خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے کہ اسکی مخلوق کے ساتھ برا سلوک کر رہے ہیں اسکے غضب کا نشانہ نہ بن جائیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسان ایسے مواقع پر خدا کی طرف دھیان ہی نہیں دیتا۔ اپنے مفاد کو پیش نظر رکھتا ہے۔ اپنی طاقت اور اپنے بل بوتے پر ناز کرتے ہوئے انسانوں سے برا سلوک کرتا ہے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری سے بری سمجھتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ سوچے تو اس کا دل کانپ اٹھے۔ وہ بہانے نہ تراشے۔ اور سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک۔

اب امریکہ میں صدارتی انتخاب کے نتیجہ میں بل کلنٹن صدر منتخب ہو گئے ہیں اور انکے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ انسانی حقوق کی پاسداری کو بہت عزیز رکھتے ہیں۔ بہت اچھی بات ہے خدا کرے کہ وہ اپنے ان تمام ارادوں پر عمل کر سکیں جو حقوق انسانی سے متعلق ہیں لیکن اس سلسلہ میں جو بات ہم کہنی چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ کئی ملک جو امریکہ سے امداد لیتے ہیں۔ یا جتنی امداد انہیں ملتی ہے اس سے زیادہ کے خواہاں ہیں انہوں نے انسانی حقوق کی پاسداری کی باتیں شروع کر دی ہیں۔ وہ اپنے ریکارڈ درست کرنے میں مصروف ہو گئے ہیں۔ کہیں کلنٹن انکی کارکردگی سے ناراض نہ ہو جائیں اور انکی امداد پر اثر نہ پڑے۔ ہم سوچتے ہیں کہ اگر یہ ممالک کلنٹن کی نسبت خدا سے ڈر کر اپنے ریکارڈ ٹھیک کرتے تو کتنا اچھا ہوتا۔ لیکن خدا۔ خدا کو تو دنیا بھولی ہوئی ہے۔

آپکی یاد سے قائم ہے مری بزمِ خیال
ورنہ کس طرح جدائی میں گذرتے مہ و سال
دُور رہ کر بھی مجھے آگیا قربت کا طریق
میں مسرت سے بدل لیتا ہوں ہر رنج و ملال
ـــــ ابو الاقبال

تیرا سایہ تجھ سے کیوں گھبرائے گا
تُو جہاں جائے گا یہ بھی جائے گا

یہ سمجھ کر آنکھ سے ٹپکا ہے دل
اس کا ہر قطرہ گہر بن جائے گا

بزم کو روشن نہ کر پایا چراغ
برق کا کوندا اسے چمکائے گا

راہ کے پتھر ہیں میرے مہمیز
ہر رکاوٹ سے سفر طے پائے گا

میرے پیچھے پیچھے آکر دیکھ لو
حوصلہ میرا بہت کام آئے گا

تم مجھے گفتار سے دیتے ہو مات
میرا تو کردار تم پر چھائے گا

موت ہے آغازِ عمرِ جاوداں
زندگی سے کون جی بہلائے گا

میں خلا تک جاؤں گا بے بال و پر
وہ پَروں سے جلد تر تھک جائے گا

پاکبازی کے گناہوں سے بچو
معصیت کاروں کو رشک آجائے گا

جو نہ لیں تاریخ سے اپنا سبق
ان کو کوئی فرد کیا سمجھائے گا

میرے بہتے خوں کا ہر قطرہ نسیمؔ
مخلصوں کی کھیپ لے کر آئے گا

نسیمؔ سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عربی منظوم کلام

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

وَنَضَارَةُ الدُّنْیَا تَزُوْلُ بِطَرْفَةٍ
فَاقْنَعْ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی اَفْنَانِھِمْ

اور دنیا کی تازگی ایک دم میں دُور ہو جاتی ہے۔ سو قناعت کر اور ان کی شاخوں کی طرف نظر مت کر۔

اَلنَّارُ تَسْقُطُ کَالصَّوَاعِقِ عِنْدَھُمْ
فَتَجَافَ یَا مَغْرُوْرُ عَنْ اَحْضَانِھِمْ

آگ ان کے پاس بجلی کی طرح گر رہی ہے۔ پس ان کے کناروں سے، اے دھوکا کھانے والے! ایک طرف ہو جا۔

اَیْنَ الْمَفَرُّ مِنَ الْقَضَاءِ اِذَا دَنَا
اِلَّا اِلٰی رَبٍّ مُّزِیْلِ قِنَانِھِمْ

تقدیر سے کہاں بھاگیں جب آ گئی۔ صرف خدا تعالیٰ کی پناہ ہے جو ان کے ٹیلوں کو دُور کرے گا۔

یَسْبُوْنَ جُھَّالًا بِرِقَّةِ لَفْظِھِمْ
یُصْبُوْنَ قَلْبَ الْخَلْقِ مِنْ اِحْسَانِھِمْ

جاہلوں کو اپنی نرمی سے غلام بنا لیتے ہیں۔ اور اپنے احسانوں سے خلقت کے دل اپنی طرف کھینچتے ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ مبذول کروانے کے لئے فرمایا ہے کہ جہاں تک اس دنیا کی چکا چوند کا تعلق ہے یہ تو زیادہ دیر نہیں رہ سکتی۔ یہ تو ایک دم میں دور ہو جاتی ہے اس لئے انسان کو چاہیئے کہ وہ قناعت کرے اور دنیا کی چیزوں کی طرف حرص اور لالچ کی نظر سے نہ دیکھے۔ جو کچھ اسے ملتا ہے اور صحیح طریق پر ملتا ہے وہ اسی پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور یہ بھی دیکھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ جو شکر کرتا ہے اسے مزید دیا جاتا ہے۔ اگر انسان اپنے ماحول پر غور کرے تو اسے یوں لگے گا جیسے اس کے اردگرد آگ برس رہی ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کا اکثر حصہ ایسا ہے جیسے لوگوں پر آگ برس رہی ہو۔ پس انسان کو چاہیئے کہ وہ ان باتوں سے دھوکا نہ کھائے اور جہاں بھی مضرت رسانی کے آثار دیکھے۔ وہاں سے الگ ہو جائے۔ یہی اس کی حفاظت کا بہترین طریق ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے اور ایسی جگہوں میں دلچسپی لے یا ایسی جگہوں پر کھڑا رہے جہاں گویا آگ برس رہی ہے تو یقیناً اسے نقصان ہوگا

اس آگ کے متعلق حضور فرماتے ہیں کہ یہ اسی طرح گر رہی ہے جس طرح بادلوں میں سے بجلی زمین پر گرتی ہے۔ جب بجلی کڑکتی ہے تو انسان ڈر جاتا ہے اور اپنے آپ کو محفوظ مقام پر لے جانے کی کوشش کرتا ہے۔ دنیا کی اشیاء کے لئے حرص و ہوس بھی ایسی ہی ہے جیسے کسی پر آگ برس رہی ہو۔

اس سے آگے حضور فرماتے ہیں کہ انسان تقدیر سے کہاں بھاگ سکتا ہے یہ تو ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرکے اور اس کی بتائی ہوئی کسی تدبیر کے ساتھ تقدیر کو بدل دے۔ لیکن جب تقدیر آ ہی جاتی ہے تو انسان کہیں بھاگ نہیں سکتا۔ اس تقدیر کے شکنجے میں آ جاتا ہے اور پھر باوجود ہر قسم کی کوشش کے اسے تقدیر کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑتے ہیں۔ تقدیر سے جو ہستی بچا سکتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جانے سے انسان ایسی تقدیر سے بچ سکتا ہے جو اس کے لئے ضرر رساں ہو۔ لیکن اگر وہ چاہے کہ اپنی کوشش سے بھاگ جائے تو یہ ناممکن العمل ہے اس میں بھی حضور اس بات کی طرف توجہ دلا رہے ہیں کہ انسان کو اپنی زندگی بہتر بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنا چاہیئے کیونکہ اس پناہ کے بغیر اسے کہیں پناہ نہیں مل سکتی اور اس کے اردگرد بالکل ایسا ہے جیسے آگ برس رہی ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم قناعت کر سکیں دنیا کی طرف حرص و ہوس کی نظروں سے نہ دیکھیں اور اسی سے دعا کرتے ہوئے اس کی پناہ مانگیں تاکہ یہ دنیا ہمیں کوئی نقصان یا ضرر نہ پہنچا سکے۔

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

افکارِ عالیہ

"دنیا میں عورت کے مقام کا بہت کم احساس کیا گیا ہے اور عورت کی آزادی کے نام پر مختلف ممالک میں مختلف قسم کی تحریکات چل رہی ہیں اگر ان کا بنظر غور مطالعہ کیا جائے تو معلوم یہ ہوگا کہ عورت کے مقام کو نہ پہچاننے کے نتیجہ میں وہ تحریکات ہیں۔ اس کے مقام کی عظمت کے احساس کے نتیجہ میں نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ صرف (دین حق) ہی وہ ایک مذہب ہے جس نے عورت کے صحیح مقام کو پہچانا۔ اس کی تعلیم دی۔ اس کی عظمت کو قائم کیا۔ اس کی عصمت کی حفاظت کا دعویٰ کیا اور ایسے تمام خطرات سے متنبہ کیا جن میں مبتلا ہونے کے نتیجہ میں عورت اپنے مقام کو کھو دیتی ہے اور اس مقام کو کھو دینے کے نتیجہ میں بعض دفعہ ساری قوم اپنے مقام کو کھو دیتی ہے۔

عورت کا پہلا حق اور سب سے عظیم مقام جو اسے ملنا چاہیئے وہ ماں کا مقام ہے باقی سارے مقام ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ماں کا عورت کے لفظ کے ساتھ ایک ایسا گہرا واسطہ۔ ایک ایسا گہرا رابطہ ہے کہ اُس سے زیادہ دنیا کے کسی رشتے میں اور کوئی رابطہ تصور میں نہیں آ سکتا ....

حقیقت یہ ہے کہ تربیت کا رحم سے ایک تعلق ہے۔ شفقت اور پیار کا تربیت سے ایک گہرا تعلق ہے۔ اگر خدا رحمٰن نہ ہوتا اُسے کچھ بھی پرواہ نہ ہوتی اپنے بندوں کی تربیت کی۔ وہ اپنی مخلوقات سے بے نیاز ہو جاتا۔ یہ اُس کی رحمانیت ہی کا جلوہ ہے۔ اسی کا کرشمہ ہے کہ وہ باریک در باریک نگاہ ڈالتے ہوئے بھی اپنی مخلوقات کی تربیت کا انتظام فرماتا ہے۔ اور کوئی ایسا امکانی پہلو باقی نہیں چھوڑتا جس میں اُس کا رحم کا جذبہ غالب نہ ہو۔ اور ہر تعلیم رحم کے جذبہ سے پھوٹ رہی ہے۔ ہر تربیت کی کوشش رحم کے جذبہ کے نتیجہ میں ہوتی ہے۔

پس یہ وہ بنیادی حقیقت ہے عورت کی .... اور بنی نوع انسان کو یہ بتایا ہے کہ ماؤں سے تعلق کاٹ کر اور ماؤں کے رشتوں کے تعلقات کو توڑ کر تم اپنے خدا سے بھی کاٹے جاؤ گے اور اپنے خدا کے رشتے بھی اپنے ہاتھوں سے کھو بیٹھو گے۔

یہ ایک مقام ہے جس کی ذمہ داریاں بھی ہیں۔ اللہ رحمٰن ہے تو ان ذمہ داریوں کو جو رحمانیت کا تقاضا کرتی ہیں ادا بھی فرماتا ہے۔ اور مائیں بھی اگر وہ رحمٰن خدا کے مشابہ بننا چاہتی ہیں تو ان کو تربیت کے حق ادا کرنے پڑیں گے۔ محض نام کی مماثلت سے تو کچھ نہیں بنے گا۔ حقیقت میں رحمانیت کا جلوہ اس طرح دکھانا پڑے گا کہ اولاد کی تربیت کے باریک در باریک حقوق بھی ادا کئے جائیں۔

تربیت کے لئے رحم کی ضرورت ہے۔ رحم کے لئے تربیت کی کوئی ضرورت نہیں۔ تربیت کے لئے رحم کی اس لئے ضرورت ہے کہ سچی رحمت کے نتیجہ میں جس چیز سے وہ رحم کا تعلق قائم ہو اس سے سب سے زیادہ مضبوط رشتہ قائم ہوتا ہے اور تربیت کے نتیجہ میں ایک دوری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ دنیا میں جتنے بھی ادب ملتے ہیں۔ ہر زبان میں چاہے وہ نثر میں ہو ادب یا شعر کی صورت میں ہو کوئی ایک بھی زبان ایسی نہیں جس کے ادب میں ناصح کے خلاف احتجاج کسی نہ کسی رنگ میں موجود نہ ہو۔ آپ کا کوئی قریبی دوست ہو۔ کتنا ہی آپ کو پیارا ہو۔ جب آپ اس سے نصیحت کا تعلق جوڑتی ہیں تو وہ گھبرا کر پیچھے ہٹنے لگتا ہے شاعر تو کہتے ہیں کہ ان گلیوں کو چھوڑ دو جن میں سے ناصح گزرتا ہے اور یہی ردِ عمل انبیاء کے آنے کے وقت قومیں دکھایا کرتی ہیں۔ اتنی شدید نفرت اسی قدر درد کے ساتھ نصیحت کرنے کے خلاف کہ اس کا تصور بھی نہیں آ سکتا کہ یہ کیسے ممکن ہے۔ ہر نصیحت کرنے والے سے ایک منافرت کا اظہار قوموں نے کیا۔ لیکن سب سے زیادہ منافرت کا اظہار انبیاء علیہم السلام

باقی ص۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

کاغذی ہے پیرہن

اِس تصویر کے ذکر سے پہلے ایک خط کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اس خط کا اس تصویر کے ساتھ ایک تعلق ہے۔ خط کونسل آف مسلم سکول پروپرائٹرز کے سیکرٹری جنرل کا لکھا ہوا ہے۔ تاریخ اسکی ۲۷ اپریل ۱۹۶۴ء ہے۔ اور یہ خط میرے اس خط کے جواب میں لکھا گیا تھا جو میں نے کونسل آف مسلم سکول پروپرائٹرز کے صدر صاحب کو ۲۵ اپریل ۱۹۶۴ء کو لکھا تھا۔ انہیں اطلاع دی تھی کہ میں عنقریب واپس پاکستان جانے والا ہوں۔ کونسل کا خط ۲۷ تاریخ کو لکھا گیا اور اس سے اگلے روز مجھے ملا۔ یہ بات تحریر تھی کہ انہوں نے اس خبر کو کہ میں واپس پاکستان جا رہا ہوں ملے جلے خوشی اور غم کے جذبات سے پڑھا ہے انہوں نے مزید یہ بھی لکھا کہ دنیا کے بہترین گہرے دوست بھی کبھی نہ کبھی ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں۔

یہ ان کی نوازش تھی کہ اس خط میں انہوں نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ خاکسار نے نائیجیریا میں تعلیم کے سلسلے میں عمومی رنگ میں اور خصوصی طور پر کونسل کے ذریعہ جو خدمات انجام دی ہیں۔ وہ ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ انہوں نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ میں واپس پاکستان مرکز میں جاکر عالمی طور پر مرکز کے ذریعے خدمات سرانجام دے سکوں گا۔

اس خط کے لکھنے والے اے وائی۔ اے جنادو تھے اور وہ کونسل کے سیکرٹری جنرل تھے۔ انہوں نے کہا کہ وہ اپنے دوسرے خط میں مجھے یاد فرمائیں گے۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ میرے لئے جو الوداعی پارٹی منعقد کرنا چاہتے ہیں اسکی تاریخ سے مجھے مطلع کریں گے چنانچہ چند ہی روز بعد مسلم ٹیچرز ٹریننگ کالج میں الوداعی تقریب منعقد کی گئی اور یہ تصویر اسی موقعہ پر لی گئی تھی۔ اس میں ماہرین تعلیم بھی موجود ہیں اور مختلف جماعتوں کے سرکردہ افراد بھی۔ ہماری جماعت کی طرف سے مکرم صدر صاحب مسٹر ایس۔ او۔ بکری مسلم ٹیچرز ٹریننگ کالج کے پرنسپل مسٹر عبدالمجید بھٹی ہمارے سیکرٹری جنرل مسٹر اے۔ آر۔ اے۔ اوٹولے، مکرم شیخ نصیر الدین احمد صاحب، مکرم مولانا منیر احمد صاحب عارف، اور اسی طرح چند دوسرے افراد تصویر میں موجود ہیں۔ دوسری کئی جماعتوں کے افراد لیگوس اور لیگوس سے باہر کے تعلیمی اداروں اور تعلیمی تنظیموں کے افراد بھی اس میں موجود ہیں۔ تصویر کے لئے فوٹو گرافر موجود تھا۔ چنانچہ جس فوٹو گرافر نے یہ تصویر لی اس کا نام مسٹر آکی یمی اونوسانیا (AKi Yemi ONOSANYA)۔ ۲۵۔ بمبوسے سٹریٹ لیگوس

تصویر میں خاکسار کو تحفے کے طور پر اور الوداعی یادگار کے سلسلے میں کچھ مذہبی کتابیں پیش کی جا رہی ہیں۔ کونسل کے صدر جو لیگوس سے کچھ فاصلے پر اجیبو اوڈے میں رہائش رکھتے تھے اور وہاں ان کے کالج میں ہمارے ایک احمدی دوست اور اسی طرح ایک احمدی بہن بھی تدریسی فرائض سرانجام دیتے تھے یہ تحفہ پیش کر رہے ہیں اگرچہ ایسے مواقع کی تصاویر میں اپنے کیمرے سے بھی لیتا رہا ہوں۔ لیکن اس موقعہ پر مناسب سمجھا گیا کہ کونسل نے جس فوٹو گرافر کا اہتمام کیا ہے اسی کو تصویر لینے دی جائے۔ میرا ذاتی کیمرہ مولانا منیر احمد صاحب عارف کے کندھے پر نظر آتا ہے۔

جہاں تک کونسل کا تعلق ہے جیسا کہ میں پہلے بھی کسی مضمون میں بیان کر چکا ہوں اس نے جو ٹریننگ کالج لیگوس کے قریب شورولیرے میں قائم کیا تھا۔ اسکی پروپرائٹرشپ کے کاغذات میرے نام تھے اور اب تک ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں موجود ہیں۔ چنانچہ جب کونسل بنی تو میں اس کا نائب صدر اور بعد میں خزانچی بھی تھا اور شروع سے آخیر تک بورڈ آف گورنرز کا چیرمین بھی۔ اس حیثیت سے مجھے نہ صرف جملہ جماعتوں سے واسطہ پڑتا تھا بلکہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ بھی اس کالج کے متعلق سارے امور میرے ذریعہ طے کرواتے تھے۔ شروع ہی میں کونسل نے درخواست کی کہ انہیں ایک گریجوایٹ پرنسپل پاکستان سے منگوا دیا جائے۔ چنانچہ وکالت تبشیر نے مکرم عبدالمجید صاحب بھٹی کو یہ فریضہ سرانجام دینے کے لئے نائیجیریا بھیجا۔ محترم بھٹی صاحب کے متعلق بعض باتیں پہلے بیان کی جا چکی ہیں۔ اور اب میں سمجھتا ہوں کہ صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ وہ تعلیمی اداروں میں ایک نمایاں شخصیت کے مالک نظر آتے تھے۔ نہائت دھیمی طبیعت اور شائستہ اور شگفتہ بات کرنے والے اپنے کام میں پوری طرح منہمک اور طلباء کی ہمدردی میں پوری طرح سرشار اساتذہ سے بھی ان کا بڑا اچھا محبانہ تعلق تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ تمام اساتذہ ان کے ساتھ مل کر ایک ٹیم کی طرح کام کرتے تھے۔ مسٹر اے۔ آر۔ اے اٹولے احمدیہ مشن کے سیکرٹری جنرل تھے اور ان دنوں ہمارے سکولوں کے مینجر بھی۔ اور یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ انہوں نے انتہائی محنت اور توجہ کے ساتھ سکولوں کے ریکارڈ بھی نہایت اچھے طور پر رکھے اور سکولوں کی ضروریات کو پورا کرنے پر بھی پوری توجہ دی۔ اب تو وہ اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کام کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ مولانا منیر احمد عارف کے پاس میں زیادہ سے زیادہ تین چار مہینے رہ سکا ان کے آنے کے بعد مجھے جلد ہی پاکستان واپس آنا تھا۔ لیکن ان تین چار مہینوں میں میں نے دیکھا کہ وہ خدا کے فضل سے ایک مستعد کارکن تھے۔ ویسے تو وہ پہلے بھی بیرونی ممالک میں فریضہ دعوت الی اللہ ادا کر چکے تھے لیکن نائیجیریا میں انہوں نے ان تین چار مہینوں میں خاصی تندہی کے ساتھ کام کیا اور لوگوں میں جلد ہی معروف ہو گئے

ایک اور شخص جو اس تصویر میں موجود ہے ان کا ہماری جماعت سے تو تعلق نہیں لیکن وہ ہمارے دوست تھے ان کا نام ہے مسٹر بشیر احمد منٹو ان کو نائیجیریا میں لانے والے مسٹر اے۔ کے۔ لاگوڈا ہمارے دوست تھے انہوں نے اپنے سکولوں کے لئے اور اپنی جماعت میں تعلیم و تربیت کے لئے بلایا تھا۔ یہ دراصل احمدیہ جماعت لاہور جسے لاہوری جماعت بھی کہا جاتا ہے کے رکن تھے۔ جس روز نائیجیریا پہنچے ہم تقریباً رات کے بارہ بجے انہیں ائیرپورٹ پر لینے گئے اور ایک ہوٹل میں انتظام کرنے کے بعد خاکسار اور مسٹر لاگوڈا اپنے گھروں کو گئے۔ مسٹر بشیر احمد منٹو۔ ہمارے اور ان کے جو بھی اختلافات ہیں کے باوجود ایک نہایت اچھے دوست تھے ہمارے مشن کے ساتھ انہوں نے ہمیشہ راہ و رسم رکھی۔ اکثر مشن ہاؤس میں آتے تھے۔ اور ایک دن تو انہوں نے مجھے حیران کر دیا جب میں ان کے گھر گیا تو وہ حضرت امام جماعت الثانی کی ایک بڑی کتاب پڑھ رہے تھے۔ وہ مجھ سے ہی لے کر گئے ہوئے تھے۔ لیکن اس کتاب کے کو پڑھتے پڑھتے انہیں اس بات کا احساس ہوا کہ جو قومی جذبہ حضور میں پایا جاتا تھا۔ وہ عام طور پر دوسرے بڑے لوگوں میں مفقود ہوتا ہے۔ کسی افریقی نے ان سے آکر اس سلسلے میں بات کی تو انہوں نے وہ حصہ کتاب کا انہیں دکھایا جہاں حضور فرماتے ہیں کہ مجھ سے لندن میں کہا گیا تھا کہ سردی زیادہ ہے اسلئے پتلون پہن لی جائے۔ لیکن میں نے گرم پاجامے بنوا لئے جو شلوار کے نیچے پہنتا تھا اور میں نے اس بات کو اس وقت گوارا نہ کیا کہ میں اپنا قومی لباس چھوڑ کر دوسرا لباس اختیار کروں۔ مسٹر بشیر احمد منٹو نے یہ بات اس افریقی کو بتائی جو کہہ رہا تھا کہ آپ لوگوں میں غالباً قومی جذبہ اتنا نہ ہوگا جتنا ہم میں ہے۔ مجھ سے کہنے لگے کہ آج میں نے ایک افریقی کو یہ پیراگراف پڑھ کر سنایا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ حیران رہ گیا۔

ہمارے جلسوں میں یہ اکثر تشریف لایا کرتے تھے۔ اور ہمارے ساتھ نہایت پیار کا سلوک کرتے تھے۔ مذہبی امور پر گفتگو کرنا ان کی عادت میں شامل نہ تھا۔ یہ صرف تعلیمی اداروں میں تربیتی فرائض سرانجام دیتے تھے اور سب کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنے کے قائل تھے۔

ان دنوں کونسل کے صدر مسٹر اے سلامی تھے جنکی جماعت کا سب سے بہتر سیکنڈری سکول اجیبو اوڈے میں تھا۔ انہیں پاکستان سے خاصا اُنس تھا۔ اور وہ اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ اگر انہیں پاکستانی اساتذہ مل جائیں تو ان کی تعلیمی کوششیں بہتر طور پر بارور ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ اسی خیال کے پیش نظر انہوں نے پاکستانی محمد افضل اور محترمہ امۃ المجید اور ایک اور ٹیچر کو اپنے سکول میں تدریسی فرائض پر رکھا ہوا تھا۔ ان کی پاکستان سے اس محبت کی بنیادی وجہ احمدیہ مشن سے رابطہ بھی تھا۔ اور کونسل کے ٹریننگ کالج کے پہلے پرنسپل مسٹر عبدالمجید بھٹی کے پاکستانی ہونے کا بھی اس میں دخل تھا۔ وہ ہمیشہ پاکستانیوں کی تہہ دل سے عزت کرتے تھے اور تعلیمی امور میں ہر قسم کے مشورے دینا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ مسٹر اے وائی۔ کے جنادو جو اس کونسل کے سیکرٹری جنرل تھے اور اپنی تعلیمی تنظیم انصار الدین کے سیکرٹری جنرل بھی اس حیثیت سے وہ اپنے تمام سکولوں کے مینجر بھی تھے۔ جب ہم نے ۱۹۴۹ء میں دوسرے دور کا پہلا احمدیہ سکول قائم کیا تو ان کے مشورے ہمارے لئے خاصے مفید ثابت ہوئے۔ بعد میں بھی گاہے گاہے ان سے تعلیمی امور اور تعلیمی اداروں کے تنظیمی ڈھانچوں پر گفتگو ہوا کرتی تھی۔ اور ہم نے انہیں ہمیشہ نہایت ہمدرد پایا تھا۔ انصار الدین سوسائٹی تعلیمی سوسائٹیوں میں اپنے حلقہ میں یعنی مسلمانوں میں سب سے پرانی سوسائٹی تھی اور اسکے زیر انتظام قائم شدہ سکولوں کی تعداد سب سے زیادہ تھی۔ اسی لئے محکمہ تعلیم میں ان کی شنوائی بھی دوسروں سے زیادہ تھی۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ دوسروں کی شنوائی نہیں تھی۔ لیکن یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ جو ادارہ جتنا بڑا ہوگا اتنی ہی زیادہ اس کی آواز موثر ہوگی۔ چنانچہ انصار الدین سب سے بڑا تعلیمی ادارہ ہونے کے باعث محکمہ تعلیم پر خاصا اثر رکھتا تھا۔ اور اس اثر کا دوسری جماعتوں کو بھی فائدہ تھا۔

یہ بات نائیجیریا کے لئے ایک اعزاز سمجھی جا سکتی ہے کہ وہاں ان مختلف متعدد تعلیمی اداروں کی آپس میں کسی وقت بھی چپقلش دیکھنے میں نہیں آئی۔ سب کے سب یکجان ہو کر کام کرتے تھے۔ اور یہی بات انہیں محکمہ تعلیم میں مختلف امور میں کامیابی دلانے کا باعث بنتی تھی۔ خاکسار کی اس الوداعی پارٹی میں محکمہ تعلیم کے بعض افسران کی شمولیت سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انہیں اس کونسل پر کس قدر

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ـــــ نون۔ سین

بابری مسجد

بھارتی حکومت کی بظاہر تو یہی کوشش ہے کہ بابری مسجد اور رام جنم بھومی مندر کا مسئلہ خوش گوار طریق پر طے ہو جائے اور دونوں کو اپنی اپنی جگہ پر یوں رکھا جائے کہ مسجد بھی قائم رہے۔ اور اس کے قریب ہی مندر کی تعمیر بھی ہو جائے۔ لیکن ہندو اس کے خلاف مظاہرے کرتے رہے ہیں اور باوجود اس کے کہ یہ معاملہ عدالت میں جا چکا ہے اور حکومت نے بھی کوشش کر کے دونوں پارٹیوں کی گفت و شنید کروائی ہے لیکن ابھی تک کوئی تسلی بخش نتیجہ نہیں نکلا۔ گذشتہ دنوں لوک سبھا میں بھارتیہ جنتا پارٹی کے لیڈر مسٹر ایل کے ایڈوانی نے اس بات پر زور دیا کہ مندر کو بننے دینا چاہیئے۔ انہوں نے کہا یہ مندر اسی جگہ پر بننا چاہیئے جہاں اس وقت مسجد ہے۔ کیونکہ مندر کا کسی اور جگہ پر بننا ہندوؤں کو مطمئن نہیں کر سکتا۔

مسٹر ایڈوانی نے ایک اخبار کے نمائندے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ حکومت جو تجویز پیش کرتی ہے کہ مندر مسجد کے قریب بنا لیا جائے۔ یہ مسئلہ کا حل نہیں ہے کیونکہ جنم بھومی تو وہی جگہ ہے جہاں اس وقت مسجد موجود ہے انہوں نے مزید کہا کہ حکومت نے اپنی تجویز پر غور نہیں کیا۔ اگر وہ اس کا تجزیہ کرے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ اس کی تجویز ناقابل عمل اور غیر تسلی بخش ہے اور پھر یہ بات کہ مسجد کو یونہی رہنے دیا جائے اور وہاں سے بت نکال لئے جائیں اور اس عمارت کو مسلمانوں کے حوالے کر دیا جائے۔ یہ بات کسی طرح بھی ہندوؤں کو قابل قبول نہیں ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ مسجد کو مسجد رہنے دینے سے بت بھی نکالنے پڑیں گے اور مسجد کا چارج بھی مسلمانوں کے ہاتھ دینا پڑے گا۔

مسٹر ایڈوانی نے یہ انٹرویو ایسے وقت میں دیا جبکہ ہندوؤں کے مذہبی لیڈروں کی کانفرنس ہونے والی تھی۔ مقصد یہ تھا کہ ان کے خیالات کو مزید متاثر کر کے سخت سے سخت تر کر دیا جائے اور وہ مسلمانوں کے کسی مطالبے کو ماننے کیلئے تیار نہ ہوں۔

وزیر اعلیٰ سندھ

سندھ کے وزیر اعلیٰ سید مظفر حسین شاہ نے گذشتہ روز (اتوار) کہا کہ ایم کیو ایم کے چیف الطاف حسین کئی جرائم میں ملوث ہیں۔ اور حکومت اس بات پر غور کر رہی ہے کہ الطاف حسین کو لندن سے واپس پاکستان بلایا جائے۔ آپ نے کہا کہ الطاف حسین کئی کیسز میں حکومت کو مطلوب ہیں اس لئے اس بات کو مسترد نہیں کیا جا سکتا۔ کہ انہیں جلد ہی لندن سے واپس اپنے ملک بلایا جائے۔ آپ اخباری نمائندوں سے گفتگو کر رہے تھے۔ آپ نے کہا کہ میری حکومت نے ابھی تک وفاقی حکومت سے یہ درخواست نہیں کی کہ الطاف حسین کی لندن سے واپسی کے لئے کوشش کی جائے۔ آپ نے مزید کہا کہ تمام وہ ایم کیو ایم کے افراد جنہوں نے تشدد کی سیاست سے منہ موڑ لیا ہے۔ وہ حکومت کے لئے قابل قبول ہیں لیکن جو ابھی تک تشدد کے قائل ہیں اور دہشت پسندانہ کارروائیاں کرتے ہیں انہیں کسی صورت بھی معاف نہیں کیا جا سکتا۔ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے سید مظفر حسین شاہ نے کہا کہ بائی الیکشن کا فی الحال کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ آپ نے کہا جب تک شہری علاقوں میں تشدد کی کارروائیاں جاری رہیں گی اور جب تک سیلاب کے اثرات پوری طرح ختم نہیں ہو جاتے۔ انتخابات نہیں کروائے جا سکتے۔ جب بھی حالات درست ہوں گے بائی الیکشن اور لوکل باڈیز کے انتخابات کروائے جائیں گے۔ آپ نے کہا کہ سیلابوں نے سندھ کے بہت سے علاقوں کو بہت بری طرح متاثر کیا ہے اور یہ علاقے ابھی تک زیر آب ہیں۔

تحریک وقف نو کے والدین اور جملہ کارکنان کیلئے لمحہ فکریہ

ہر قسم کے زبان دانوں کی ضرورت

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"ہم نے تو (دین حق) کا نام پہنچانا ہے اس لئے ہمیں تو ہر قسم کے زبان دانوں کی ضرورت ہے۔ جو تحریر کی مشق بھی رکھتے ہوں بولنے کی مشق بھی رکھتے ہوں ترجموں کی طاقت بھی رکھتے ہوں تصنیف کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں"

(از خطبہ فرمودہ ۸ ستمبر ۱۹۸۹ء)

ترجمہ: عبدالباسط شاہد

تجارت کے اصول

تجارت کے متعلق ہمارے اصول بہترین ہیں۔ ہمارا لائحہ عمل شاندار اور ہماری روایات قابل فخر ہیں۔ ذیل میں ایک مشہور فرم کے متعلق ایک میگزین میں شائع ہونے والے مضمون کا ترجمہ پیش ہے اچھی بات جہاں بھی ہے ہماری ہے اور ہم اس کے کسی بھی اور شخص سے زیادہ حقدار ہیں۔

"کچھ عرصہ کی بات ہے فلوریڈا کے ایک شخص نے اپنے سٹور میں ایک ڈبہ دیکھا جس پر مارشل فیلڈ اینڈ کمپنی "شکاگو" چھپا ہوا تھا۔ اس ڈبہ میں ۱۸۹۰ء کا خریدا ہوا نہانے کا لباس جوں کا توں پڑا تھا۔ کسی وجہ سے اس کے استعمال کی نوبت ہی نہ آئی تھی۔ دراصل یہ لباس اس کی والدہ نے خریدا تھا۔ اس نے یہ سوچ کر کہ یہ چیز میرے کسی کام کی تو نہیں ہے ممکن ہے مذکورہ کمپنی کو ۵۰ سال پہلے بیچی ہوئی اس چیز سے کوئی دلچسپی ہو وہ ڈبہ بذریعہ ڈاک انہیں واپس بھجوا دیا۔ مگر اس شخص کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب کمپنی کی طرف سے اسے اس پوری رقم کا چیک ملا جس میں وہ لباس خریدا گیا تھا۔ مارشل فیلڈ نامی فرم کا جو اپنے قیام پر ایک سو سال گذرنے کی وجہ سے صد سالہ جوبلی منا چکی ہے۔ ہمیشہ سے یہی اصول ہے کہ گاہک کو یہ بتانے کے لئے کہ اسے اس کی ادا کردہ قیمت کے مطابق صحیح اور مناسب چیز مل رہی ہے۔ ضروری ہے کہ اگر وہ واپسی کا مطالبہ کرے تو اس کا یہ مطالبہ بلا حیل و حجت منظور کر لیا جائے۔

یہ کمپنی اپنے اصولوں پر سختی سے کاربند ہونے کی وجہ سے اتنی ترقی کر چکی ہے کہ بعض مصروف دنوں میں اسے دو تین لاکھ گاہکوں تک واسطہ پڑ سکتا ہے۔ اتنی شہرت اور کاروبار میں وسعت کے باوجود یہ فرم اب بھی اپنے گاہکوں کے سامان کی بلا معاوضہ حفاظت۔ گاہکوں کے بچوں کو سٹور میں باآسانی لے جانے کے لئے گاڑیاں اور کئی دوسری ایسی سہولتیں مہیا کرتی ہے۔ گاہک کی ضرورت اور خواہش کے مطابق سفر کے لئے سیٹ کی ریزرویشن، سینما تھیٹر وغیرہ میں ریزرویشن بچوں کی دیکھ بھال وغیرہ کاموں میں بھی پوری مدد کرتی ہے جیسا کہ اوپر بیان کی ہوئی مثال سے واضح ہوتا ہے۔ خریدا ہوا سامان واپس لینے میں بھی انہیں کوئی تامل نہیں ہوتا۔ خواہ کتنے عرصہ کے بعد واپس کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ ان پر ہر قسم کا اعتماد کرتے ہیں۔ یو ایس ایس موری جہاز کے عملہ نے ایک سفر پر جاتے ہوئے اپنا کرسمس فنڈ اور اپنے اہل و عیال کی مکمل فہرستیں اس کمپنی کو بھجوا دیں تا ان کی غیر حاضری میں بچے اپنے تحائف وصول کرنے سے محروم نہ رہیں۔ اس سٹور نے تحفوں کا انتخاب، خریداری، پیکنگ اور انہیں بروقت بھجوانے کا سارا کام از خود ہی کرنا تھا۔ اس فرم میں ۷۵ ملازم صرف اس غرض سے رکھے گئے ہیں کہ اگر کوئی گاہک فون یا خط کے ذریعہ کسی چیز کی فرمائش کرے تو اس کی تسلی کے مطابق سامان خرید کر اس کے ہاں پہنچائیں۔

گاہکوں کی ضروریات کا خیال کرنا اور خدمت کے جذبہ سے کام کرنا اس فرم کی پرانی روایت ہے جو اس وقت سے جاری ہے جب خود مارشل فیلڈ دروازے کے پاس کھڑے گاہکوں کو خوش آمدید کہتے۔ ان کے کوٹ سے برف جھاڑتے اور ان کی چھتریاں مناسب جگہ پر رکھنے میں مدد کرتے تھے۔

اس فرم میں ایک نمایاں جگہ پر "پرسنل سروس ڈیسک" قائم ہے جس میں مستعد۔ چست اور ہشاش بشاش کارکن ہمہ وقت خدمت پر کمربستہ رہتے ہیں۔ اور ہر گاہک کی حسب ضرورت مدد کرتے ہیں۔

"فلاں اخبار میں جس ڈش کا اشتہار چھپا تھا وہ کہاں سے مل سکتی ہے"؟ فلاں کمپنی نے سفر کی جن سہولتوں کا اعلان کیا تھا ان سے کس طرح استفادہ کیا جا سکتا ہے؟ یہ اور ایسے ہی ہر سوال کا تسلی بخش جواب مہیا کرنا ان کے فرائض میں شامل ہے۔ اس فرم کے مرکز کو باہم ملاقات کے اہم مقام کا درجہ حاصل ہو چکا ہے۔ بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اگر کسی کی بیوی یا دوست انتظار کر رہے ہوں مگر میاں ہے یا

باقی ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

ترکی کے وزیر اعظم سلیمان ڈیمرل نے اپنے دورۂ پاکستان کو کامیاب اور نتیجہ خیز، پاک ترک دوستی اور تعاون کو مثالی قرار دیا ہے اور اس امر پر مسرت کا اظہار کیا ہے کہ احوال و معاملات کے بارے میں دونوں برادر ممالک ایک سا تجزیہ کرتے ہیں اور ایک سے نتائج پر پہنچتے ہیں۔ وہ اگلے روز اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے پاکستانی رہنماؤں سے علاقائی، عالمی اور دو طرفہ مسائل پر اپنی گفت و شنید کے بارے میں اظہار خیال کیا اور بتایا کہ بوسنیا ہرزیگووینا کے عوام کی حالت زار، کشمیر کے تنازعہ، افغانستان کی صورتحال، ترک قبرص مسئلہ، آذربائیجان اور آرمینیا کے تصادم، جارجیا کے مسئلے، خلیجی جنگ کے بعد کے احوال اور اقتصادی تعاون کی تنظیم (ای سی او) کی توسیع کے امکانات پر تفصیلی بات چیت کی۔ ترکی اور پاکستان نے طے کیا ہے کہ وہ دوسرے دوست ممالک سے صلاح مشورے کے بعد بوسنیا کے مسلمانوں کا قتل عام رکوانے کے لئے ایک نئی مہم کا آغاز کریں گے۔ اس سلسلے میں ایرانی لیڈروں سے بھی تبادلہ خیال کیا جائے گا۔ سلیمان ڈیمرل نے کشمیر کے مسئلہ پر ترکی کی جانب سے پاکستان کے موقف کی مکمل حمایت کا اعادہ کیا اور مطالبہ کیا کہ یہ مسئلہ پر امن ذرائع سے حل کیا جانا چاہیئے پاکستان نے اس سلسلے میں جو اقدامات کئے ہیں معزز مہمان نے انہیں سراہا۔ پاکستان اور ترکی اس بات پر متفق ہیں کہ افغانستان میں امن و سلامتی کے قیام و بقاء کا اہتمام ہونا چاہیئے افغان عوام کے تمام طبقوں اور خطوں کے نمائندوں پر مشتمل شوریٰ کا اجلاس طلب کیا جانا چاہیئے جو قومی حکومت کا انتخاب کرنے کی مجاز ہو۔ ای سی او کی توسیع پر بڑی شرح و بسط سے بات چیت ہوئی۔ اور اس پر صاد کیا گیا کہ اس تنظیم کے دروازے وسط ایشیا کی جمہوریتوں پر کھل جانے چاہئیں۔ اس طرح ای سی او صحیح معنوں میں علاقائی تعاون کی مؤثر تنظیم کا درجہ حاصل کر سکے گی۔ یہ بھی طے پایا ہے کہ ای سی او اور دوسری علاقائی تنظیموں کے درمیان روابط قائم کئے جانے چاہئیں تاکہ اقتصادی میدان میں تعاون کے دروازے کو پھیلایا جا سکے۔ اور پاکستان اور ترکی اس بات پر بھی متفق ہیں کہ ان کا باہمی اقتصادی تعاون اس کے سیاسی تعاون کی سطح پر لانا چاہیئے۔ اس ضمن میں ان کی تصریح لائق غور ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ پاکستان اور ترکی سیاسی لحاظ سے تو قرب و یگانگت کے رشتے میں منسلک ہیں لیکن مکانی بعد ذرائع مواصلات کی کمی کے باعث ان کے درمیان اقتصادی روابط نے حسب دل خواہ ترقی نہیں کی، دوسرے وہ ایک ہی طرح کی اشیاء تیار کرتے رہے ہیں۔ جس سے باہمی تجارت قدرتی طور پر محدود رہی۔ اگر دونوں نے ایک دوسرے کی ضرورتوں کو ملحوظ رکھ کر اپنے ہاں صنعتی ادارے قائم کئے ہوتے اور اشیاء تیار کی ہوتیں تو ان کے درمیان لین دین کا وسیع سلسلہ قائم ہو سکتا تھا۔ ترک وزیر اعظم سے جب ایف ۱۶ طیاروں کے لئے فاضل پرزوں کی فراہمی کے امکان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے صاف طور پر بتایا کہ ترکی میں ایف۔۱۶ طیارے ضرور تیار ہوتے ہیں، فاضل پرزے بھی بنتے ہیں، لیکن یہ سب کچھ ایک معاہدے کے تحت ہو رہا ہے، جس میں یہ شامل ہے کہ ترکی ایف ۱۶ طیارے اور ان کے فاضل پرزے کسی تیسرے ملک کو نہیں دے سکتا۔ ترکی کے لئے اس ضمن میں جو محدودات ہیں انہیں نظر میں رکھنا چاہیئے۔ سلیمان ڈیمرل نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ترکی، وسط ایشیا کی جمہوریتوں پر اپنا نظام حکومت یا افکار مسلط کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ ترکی مسلم اکثریت کا ایک جمہوری، سیکولر اور آزاد اور کھلی منڈی کی معیشت کا حامل ملک ہے۔ وہ چاہے گا کہ وسط ایشیا کے ممالک بھی جمہوری سیکولر اور آزاد معیشت کے ملک ہوں۔ اگر انہوں نے کسی مسئلے پر رہنمائی چاہی تو ترکی یہ فریضہ بخوشی انجام دے گا۔ جہاں تک ترکی، ایران اور پاکستان کا تعلق ہے۔ ان کے درمیان کسی قسم کا کوئی تنازعہ نہیں، ای سی او کے یہ تینوں رکن ممالک دل و جان سے چاہتے ہیں کہ وسط ایشیا کے نو آزاد جمہوری ممالک اپنی پسند اور مرضی کا نظام اپنائیں اور اس پر کاربند ہوں۔ ان کے معاملات میں کسی قسم کی بیرونی مداخلت نہ ہو اور کسی کو اپنے نظریات ان پر مسلط کرنے کی جرأت نہ ہو۔ ترکی کے وزیر اعظم نے وزیر اعظم محمد نواز شریف سے اپنے مذاکرات کی کامیابی پر جس مسرت اور اطمینان کا اظہار کیا ہے وہ ان کے اس عزم کا مظہر ہے کہ پاکستان اور ترکی کو عصری تقاضوں کا فہم و ادراک حاصل کرنا چاہیئے۔ وقت کا ساتھ دینا چاہیئے اور علاقائی تعاون کے دائرے کو وسعت دینے کی تدبیر کرنی چاہیئے۔ سلیمان ڈیمرل کے خیال میں ترکی کی یورپی برادری کی رکنیت کا ای سی او کو فائدہ پہنچے گا۔ ترکی ای سی او اور یورپی برادری کے درمیان واسطے کا کام دے گا۔ اور یوں علاقائی تعاون کی تنظیم اپنے دائرے سے نکل کو عالمی سطح تک رسائی حاصل کر سکیگی سلیمان ڈیمرل نے پاکستان اور ترکی کے درمیان اقتصادی روابط کے فروغ کے لئے بنیادی ڈھانچے میں تبدیلیاں لانے کی طرف جو اشارہ کیا ہے۔ اسے بھی ملحوظ رکھنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ ہم قسمت اور ہم خیال ملکوں کو اپنے ہاں کس نوع کی صنعتوں کے قیام کو اہمیت دینی چاہیئے جو مقامی ضرورتوں کی کفالت کے ساتھ ساتھ دوست ملکوں کی ضرورتیں پوری کرنے کا بھی وسیلہ ہوں۔ ظاہر ہے بین الاقوامی تجارت اسی صورت میں فروغ پا سکتی ہے کہ ایک دوسرے کو اپنی ضرورت کی چیزیں ایک دوسرے کے ہاں سے میسر آئیں۔

(روزنامہ پاکستان لاہور ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

لاہور ہائیکورٹ کے مسٹر جسٹس خلیل رمدے نے کہا ہے کہ ہمارے ملک میں جس طرح آنکھیں بند کر کے شناختی کارڈ جاری کئے جا رہے ہیں اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو پھر اس ملک کا خدا حافظ ہے۔ حیرت اس بات پر ہے کہ حکومت اس بارے میں کچھ نہیں کر رہی ہے۔ گذشتہ روز ایک افغان باشندے جمیل خان جس پر الزام ہے کہ اس نے ایک عورت کو اغوا کر کے افغانستان پہنچا دیا ہے کی درخواست ضمانت کے دوران ریمارکس دیتے ہوئے فاضل جج نے اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نعیم الفاروق ملک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ یہ حکومت کا کام ہے جو عدالت سرانجام دے رہی ہے۔ خدا کے لئے ایسی چیزوں پر عدالتوں کا وقت ضائع نہ کریں۔ انہیں عوام کو انصاف فراہم کرنے دیں۔ عدالتوں کو دوسرے مقدمات نمٹانے دیں۔ گذشتہ تاریخ سماعت پر فاضل جج نے گوجرانوالہ میں رہائش پذیر افغان باشندوں اور ان کے بننے والے شناختی کارڈوں کی تفصیلات طلب کی تھیں۔ جو گذشتہ روز عدالت میں پیش کی گئیں اس موقعہ پر اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کے ہمراہ ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ ایس ایس پی گوجرانوالہ اور ڈسٹرکٹ رجسٹریشن آفیسر گوجرانوالہ بھی موجود تھے۔ فاضل جج کے روبرو ۴۳ شناختی کارڈ پیش کئے گئے جو گوجرانوالہ پولیس نے افغان باشندوں سے برآمد کئے تھے۔ ان میں سے ۳۰ شناختی کارڈ گوجرانوالہ سے اور ۱۴ کراچی سے جاری کئے گئے تھے فاضل جج نے ان کارڈوں کے فارم طلب کئے تو پتہ چلا کہ بعض فارموں پر ایڈریس تک درج نہیں ان میں سے ایک فارم پر سکنہ پاکستان اور ایک پر سکنہ گوجرانوالہ درج تھا جبکہ تصدیق کے خانے میں صرف کونسلر کے دستخط اور مہر موجود تھی، کوئی نام پتہ نہ تھا۔ عدالت عالیہ کو بتایا گیا کہ حکومت نے اسی رجحان کو روکنے کے لئے پولیس تصدیق لازمی قرار دی تھی لیکن فاضل جج نے اس موقعہ پر ریکارڈ دکھاتے ہوئے بتایا کہ ۴۳ افغانوں کو جاری کئے گئے کارڈوں میں سے چھ سات ایسے ہیں جو پولیس کی تصدیق سے جاری ہوئے ہیں حتیٰ کہ ایک جعلی شناختی کارڈ کے فارم پر اس وقت کے ایس ایس پی کے دستخط موجود ہیں، باقی چھ کارڈوں کے فارموں پر اے ایس آئی سے لے کر ڈی ایس پی تک کے افسران نے تصدیق کی ہوئی ہے۔ فاضل جج نے حکم دیا کہ جن افغانیوں کو یہ شناختی کارڈ جاری کئے گئے ہیں۔ ان کے خلاف فوری طور پر پرچہ درج کیا جائے۔ جن پولیس افسروں اور عوامی نمائندوں نے ان فارموں کی تصدیق کی ہے۔ ان کے خلاف بھی پرچہ درج کیا جائے اور ساتھ ہی ڈسٹرکٹ رجسٹریشن آفس کے عملے پر بھی مقدمہ درج کیا جائے۔ فاضل جج نے کہا کہ نیشنل رجسٹریشن ایکٹ کے تحت اگر غلط شناختی کارڈ جاری ہو جائے تو ڈائریکٹر جنرل رجسٹریشن خود مدعی بنتے ہیں اور استغاثہ بنا کر مجسٹریٹ کے روبرو پیش کرتے ہیں۔ فاضل جج نے عدالت میں ڈسٹرکٹ رجسٹریشن افسر گوجرانوالہ کو حکم دیا کہ آج ہی اسلام آباد جائیں اور اپنے ڈائریکٹر جنرل تک میرا یہ حکم پہنچائیں کہ وہ قانون کے مطابق ان برآمد ہونے والے شناختی کارڈوں پر استغاثے تیار کروا کے فوری طور پر مجسٹریٹوں کی عدالت میں پیش کریں۔ عدالت کو بتایا گیا کہ گوجرانوالہ میں ۹۶ افغان خاندان رہائش پذیر ہیں۔ جبکہ ۶۶ افراد تنہا رہ رہے ہیں۔ عدالت عالیہ نے ایس ایس پی گوجرانوالہ کو تنبیہ کی کہ مقررہ مدت کے اندر اندر غیر قانونی طور پر رہائش پذیر افغان باشندوں کو گرفتار کر کے ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ اس دوران عدالت عالیہ کے روبرو محمد ارشد بھی پیش ہوا۔ جسکی بیوی اور بچیوں کے اغوا کے ملزم جمیل خان افغانی کی درخواست ضمانت کی سماعت ہو رہی تھی۔ محمد ارشد نے اپنی شیر خوار بچی کو اٹھا رکھا تھا اور وہ زار و قطار رو رہا تھا۔ بچی انتہائی سہمی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ اس نے اپنے باپ کی قمیض کو زور سے پکڑ رکھا تھا۔ محمد ارشد نے فاضل جج کو بتایا کہ میرے معصوم بچوں کی ماں کو اغوا کرنے والے ملزم سر عام دندناتے پھرتے ہیں۔ میرا سب کچھ اجڑ گیا ہے معصوم بچے اپنی ماں کی راہ تکتے ہیں۔ لیکن میرے پاس ان کے سوالوں کا کوئی جواب نہیں ہے۔ یہ کہہ کر محمد ارشد دھاڑیں مار کر رو پڑا۔ اس نے مزید کہا کہ میں نے وزیر اعلیٰ ڈی سی ایس پی سمیت کئی جگہ درخواستیں دی ہیں۔ لیکن میری شنوائی نہیں ہو سکی۔ اس پر مسٹر جسٹس خلیل رمدے نے عدالت میں موجود اعلیٰ پولیس اہلکاروں کو مخاطب کرتے ہوئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہاکہ غریب کی آہ سے بچنا چاہیے۔ مظلوم کی فریاد سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ کوئی ایسا کام بھی کرلیا کریں، جس سے غریب کی دعائیں مل سکیں۔ زعیم الفاروق ملک اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نے عدالت کو بتایا کہ اغوا شدہ بچیوں کو برآمد کرلیا گیا ہے۔ فاضل جج نے قرار دیا کہ اگر بچیاں برآمد ہوسکتی ہیں تو ان کی ماں کیوں نہیں برآمد ہوسکتی۔ انہوں نے ایس ایس پی کو حکم دیا کہ اگلی تاریخ سماعت تک ہر صورت میں مغویہ کو برآمد کیا جائے۔ انہوں نے یہ بھی حکم دیا کہ اگلی تاریخ سماعت پر رپورٹ پیش کی جائے کہ کتنے لوگوں کے خلاف مقدمات درج ہوئے ہیں۔ ڈائریکٹر جنرل نے کتنے استغاثے دائر کئے ہیں، عورت برآمد ہوئی ہے یا نہیں۔ مزید سماعت ۵ر دسمبر ۹۲ء تک ملتوی کردی گئی۔

اغوا میں ملوث افغان باشندے جمیل خان کی درخواست ضمانت مسترد کرتے ہوئے فاضل جج نے قرار دیا کہ اگر ملزم اغوا میں ملوث نہ بھی ہوا تو اسکی ضمانت نہیں لی جاسکتی۔ کیونکہ یہ غیر قانونی طور پر رہ رہا ہے۔ فاضل جج نے مزید کہا کہ جب خاتون برآمد ہوجائے گی تو اگر یہ شخص بے قصور ثابت ہوا تو اس شرط پر ضمانت لوں گا کہ یہ شخص فوری طور پر پاکستان چھوڑ دے۔

(روزنامہ پاکستان ۲۹ر اکتوبر ۱۹۹۲ء)

بقیہ: صد۳ سے آگے

سے کیا گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ ایک طرف کلام خدا تعالیٰ ایسا سپرد فرمادے جس کے نتیجہ میں لوگوں نے بھاگنا ہے تو پھر وہ کونسا رشتہ ہے۔ کونسا مضبوط رشتہ ہے جو باندھ کر ان کو دوبارہ کھینچ کر واپس لے آئے گا۔ وہی رحمت کا رشتہ ہے۔ وہی رحمانیت کا رشتہ ہے۔

.... بچوں کو ماں سے زیادہ اور کون نصیحت کرسکتا ہے یا کرتا ہے لیکن وہ بچے جو ہر دوسرے کی نصیحت سے بھاگ جاتے ہیں ماں سے نہیں بھاگ سکتے۔ دوڑتے بھی ہیں تو پھر بھی اس کے قدموں میں ان کو جگہ ملتی ہے۔ پھر پیار کا رشتہ غالب آجاتا ہے اور ان کو کھینچ لاتا ہے۔ اور اس رحمت کے نتیجہ میں نصیحت میں نفرت اور طعن آمیزی پیدا نہیں ہوسکتی یہ ایک اور پہلو ہے اس کا۔ اگر نصیحت رحمت سے خالی ہو تو بعض دفعہ وہ عام نصیحت کے مقابل پر بہت ہی شدید ردِّعمل پیدا کر دیتی ہے۔ اس میں طعن آجاتا ہے۔ اس میں تشنیع کا پہلو آجاتا ہے۔ اس میں بات چبھونے کا پہلو زیادہ ہوتا ہے اور نصیحت کا پہلو کم۔ چنانچہ عورت ہی کی ذات میں یہ دو مختلف جلوے ہمیں الگ الگ شکلوں میں نظر آتے ہیں۔ جب بچے سے پیار کی بات کرتی ہے۔ نصیحت کی بات کرتی ہے تو بسا اوقات اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلک بھی آجاتی ہے اور جب کسی رقیب سے۔ کسی شریک سے۔ کسی دوسرے سے نصیحت کی بات کرتی ہے تو اس کی آنکھوں میں اُس رحم کی بجائے طعن اور تمسخر کا رنگ آجاتا ہے۔ وہی زبان جو پیار سے کھینچنے والی زبان ہوتی ہے وہی زبان جب عورت دوسرے کے متعلق استعمال کرتی ہے تو کانٹے والی زبان میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ وہاں وہ رحمٰن سے تعلق توڑ چکی ہوتی ہے۔ اس کا تعلق ایک فطری تعلق ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ عورت بحیثیت مجموعی رحمی ہے۔" (الفضل ۲۵ر اکتوبر ۱۹۸۲ء)

بقیہ صد۴ سے آگے

اعتماد تھا۔ اور خاکسار چونکہ ان کے ٹریننگ کالج کے بورڈ آف گورنرز کا چیئرمین تھا۔ خاکسار ہی کے ذریعے اس کالج اور اس تنظیم کے تمام امور محکمہ تعلیم کے ساتھ سرانجام دئے جاتے تھے۔ اس لئے ان کی خاکسار سے محبت بھی ان کی شرکت کا باعث تھی۔ اللہ تعالےٰ ان تمام لوگوں کو جزائے خیر دے جنہوں نے خاکسار کے ساتھ تعاون کیا اور اس تعاون کے ذریعے مسلم ٹیچرز ٹریننگ کالج ایک خاصا اہم ادارہ بن گیا۔

بقیہ صد۵ سے آگے

دوست بروقت نہ آسکیں تو ان کی طرف سے فون پر اطلاع ملنے کی صورت میں منتظر شخص کو یہ پیغام پہنچا کر اسے انتظار کی کوفت اور وقت کے ضیاع سے بچا لیا جاتا ہے۔ ایک صاحب تو اپنی مطلقہ بیوی کا مقررہ ہفتہ وار خرچ بھی اسی فرم کے ذریعہ ادا کرتے تھے ایک دن ایک عورت خریداری کے لئے اس سٹور میں اس حال میں داخل ہوئی کہ اس نے ایک ہاتھ پر اپنا پالتو پرندہ بٹھایا ہوا تھا۔ پرندہ گاہکوں کی کثرت اور شور و شغب یا کسی اور وجہ سے ڈر کر اڑ گیا۔ وہ عورت بہت پریشان ہوئی۔ سٹور کے ایک کارکن نے چوتھی منزل سے تتلیاں پکڑنے والا جال منگوایا اور ایک ہلکے پھلکے جسم والے کارکن کو اوپر چڑھا کر دس منٹ کے بعد پریشان حال عورت کو اس کا پرندہ واپس کر دیا۔

مارشل فیلڈ نے اپنے کاروبار کے آغاز میں ہی یہ طریق اختیار کیا تھا کہ گاہک کو اس کی مطلوبہ چیز جہاں سے بھی مل سکتی ہو۔ وہاں سے لا کر دی جائے۔ اس غرض سے اس فرم کے نمائندے بعض ایسی اشیاء کی خریداری کے لئے جو بذریعہ ڈاک منگوانے میں خراب ہوسکتی ہوں خود بیرونی ممالک کا سفر اختیار کرتے اور گاہک کی تسلی و اطمینان کے مطابق اس کی مطلوبہ چیز اس تک پہنچاتے ہیں۔

اس فرم کی شہرت کا اس امر سے بھی اندازہ ہوسکتا ہے کہ امریکہ کے محکمہ کسٹم میں اگر کسی چیز کی قیمت کا اندازہ کرنا ہو تو وہ اس فرم سے رابطہ قائم کرکے معلوم کرتے اور پھر سارے ملک میں اس کے مطابق کسٹم وصول کرتے ہیں۔ نوادر کے کاروبار کے لئے ان کے نمائندے دنیا بھر میں ایسی نیلامیوں میں شامل ہوتے ہیں جہاں نادر اشیاء فروخت ہوتی ہیں۔

اس سٹور نے اپنے ایک گاہک کے آرڈر پر ۴۰۰ر ڈالر کا قالین تیار کروا کے دیا۔ گاہک نے سٹور پر ہر طرح اطمینان کے بعد اسے حاصل کرلیا مگر گھر جاکر بچھایا تو ان کے خیال میں ایک رخ سے اس کا رنگ پوری طرح ان کی خواہش کے مطابق نہ تھا۔ کمپنی نے یہ قالین واپس لے لیا کیونکہ ان کے خیال میں اس سودے میں حاصل ہونے والے منافع کی نسبت ان کے عدم اطمینان کی وجہ سے ہونے والا نقصان زیادہ تھا۔

اس فرم کے کارکنوں کے متعلق عام شہرت ہے کہ وہ گھر پر سامان پہنچانے میں اس قدر مشاق ہوچکے ہیں کہ انہیں یہ بھی پتہ ہے کہ فلاں گھر میں اس وقت نوزائیدہ بچہ سو رہا ہوگا اس لئے وہ اس وقت دروازے پر لگی ہوئی گھنٹی بجا کر بچے اور گھر والوں کو پریشان نہیں کرتے۔

بقیہ: صد۱ سے آگے

مریضوں کی ای سی جی کی گئی۔ ۱۳۷ر مریضوں کی انڈوسکوپی اور ۱۸۱۰ر مریضوں کی الٹراساؤنڈ کی گئی۔

شعبہ ایمرجنسی میں پونے چھ ہزار مریضوں کا علاج کیا گیا۔ دوران سال مختلف وارڈز میں ۳۷۴۲ر مریض داخل ہوئے۔

مکرم ایڈمنسٹریٹر صاحب نے بتایا کہ اوسطاً ایک مریض پر سال بھر میں ۷۰ر روپے خرچ کئے گئے۔ ان میں سے کارکنان صدر انجمن احمدیہ پر ۳۷ر لاکھ روپے سے زائد رقم خرچ کی گئی۔

مکرم کرنل ایاز محمود خان صاحب نے ہسپتال کے جملہ کارکنان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ ان کی شبانہ روز محنت، خلوص اور پیشہ وارانہ مہارت اس عظیم ادارہ کے شایان شان ہے۔ ان کا مقصد جماعت احمدیہ کی خدمت خلق کی عظیم روایات کی پاسداری کرتے ہوئے اس میں حسین اضافے کرتا اور اللہ تعالےٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کی کوشش کرتے رہنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری بعض کمزوریاں بھی ہیں میں ان کا بھی اعتراف کرتا ہوں۔ انہوں نے خواتین کارکنات کی خدمات کو بھی خصوصی خراج تحسین ادا کیا جو مکرمہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کی زیر کارکردگی اپنی پیشہ وارانہ مہارت کے ساتھ ساتھ انتہائی محنت اور جذبہ خدمت کے ساتھ کام کر رہی ہیں۔

مکرم ایڈمنسٹریٹر صاحب نے اللہ تعالےٰ کے حضور دعا کی وہ ہماری خطائیں معاف کرے ہمیں توفیق دے کہ مریضوں کو اعلیٰ اور معیاری علاج معالجہ کی سہولت بہم پہنچا سکیں تاکہ ہم حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خواہش کے مطابق فضل عمر ہسپتال کو ایک مثالی دارالشفاء بنانے میں کامیاب رہیں۔

مکرم کرنل صاحب کے خطاب کے بعد مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب میڈیکل سپیشلسٹ نے خطاب کیا اور شعبہ میڈیسن کی تفاصیل سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ فضل عمر ہسپتال میں اس شعبہ کے تحت دل کی بیماریوں اور علاج کا کافی انتظام موجود ہے۔ اس کے علاوہ آنتوں اور جگر کی بیماریوں کی تحقیقات اور علاج کا بھی کافی انتظام ہے۔ دل کی بیماریوں کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ کل مریضوں میں سے ۱۲ر فیصد دل کی بیماریوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ دل کی بیماریوں کے علاج کے لئے جماعت احمدیہ امریکہ کی طرف سے ایک جدید ایکو کارڈیوگراف مشین یہاں پہنچ رہی ہے۔ یہ مشین جماعت احمدیہ امریکہ کا تحفہ ہے اس سے دل کی بیماریوں کے علاج میں بہت آسانی پیدا ہو جائے گی۔

انہوں نے بتایا کہ دل کی بیماریوں کے علاوہ

باقی صد۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : ۱۰ر نومبر۔ موسمی کیفیت اعتدال پر ہے۔ صبح اور رات کے وقت سردی ہو جاتی ہے۔

○ امریکہ کی وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے بتایا ہے کہ بوسنیا کے خلاف مسلسل جارحیت کی اطلاع کے بعد امریکہ نے سربیا کے خلاف سخت کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

○ اردن کے شاہ حسین نے اپنے پرانے دوست صدام حسین سے منہ موڑتے ہوئے کہا کہ عراقی عوام کو موجودہ صدر کو اتار کر اس کی جگہ جمہوری طریقے سے نیا رہنما منتخب کرنا چاہیئے۔

○ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے خلاف لگائے گئے بھوک ہڑتالی کیمپ میں گذشتہ روز عیسائیوں نے حملہ کر کے اقلیتی امور کے وزیر مملکت پیٹر جان سہوترا سمیت ۹ سرکاری افسروں کو زخمی کر دیا۔ اور ان کی گاڑیوں کو نقصان پہنچایا۔ وزیر مملکت نے ہڑتالی کیمپ میں اپنا استعفیٰ فیصل آباد کے بشپ کو پیش کر دیا۔ مسیحی مظاہرین سارا دن شہر میں جلوس نکالتے رہے۔

○ وزیر مملکت راجہ نادر پرویز نے کہا ہے کہ قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اندراج کے متعلق ابھی کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا گیا ہے۔ اور حتمی فیصلہ باہمی صلاح و مشورے سے ہی کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ انہیں افسوس ہے کہ ہمارے مسیحی بھائی اس مطالبے کی آڑ میں ڈھال بنے ہوئے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ ایسے عناصر کی حوصلہ شکنی کریں۔

○ ربوہ اور چنیوٹ کے درمیان دریائے چناب پر نیا پل تعمیر کرنے کا ٹھیکہ دے دیا گیا ہے۔ دریا کے اوپر اب نئے پل کے تین حصے ہوں گے دریا کے دونوں حصوں پر پل اور ایک اوور ہیڈ برج مسلم کالونی ربوہ کے ریلوے کراسنگ پر تعمیر ہونگے۔ ان پر کل ۳۲ کروڑ روپے لاگت آئے گی۔ اور تعمیر کا کام جنوری ۹۳ء سے شروع کیا جائیگا۔

○ وزیر اعظم نے اپوزیشن کے ساتھ بات چیت کے متعلق اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں قومی مفاد میں ہر قدم اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔

○ علامہ اقبال کے ۱۱۵ ویں یوم پیدائش پر صدر غلام اسحٰق نے قوم کے نام پیغام میں کہا ہے کہ اگر ہم علامہ اقبال سے محبت کے دعووں میں مخلص ہیں تو ہمیں اتحاد، محبت اور عمل کے ان کے پیغام کو اپنی قومی سوچ میں سمونا ہو گا۔

○ پاکستان پیپلز پارٹی کی لیڈر محترمہ بے نظیر بھٹو نے فیصل آباد میں اپنی پارٹی کے جلسے کے اختتام پر خطاب کے دوران کہا کہ ہم سب ظلم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اور میں موجودہ حکمرانوں کے خلاف کھلا اعلان جنگ کرتی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ عوام کے سیلاب کا راستہ اب کوئی نہیں روک سکتا۔ جس روز آپ اسلام آباد پہنچیں گے وہ حکمرانوں کا آخری دن ہو گا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے لانگ مارچ کا گرین سگنل دے دیا ہے۔ جس کے مطابق نومبر کے آخری ہفتے میں سرحد اور پنجاب سے عوامی قافلے اسلام آباد پہنچیں گے۔ این ڈی اے بھی اس احتجاجی لانگ مارچ میں عملی طور پر شامل ہونے کا یقین دلایا ہے۔

اعلان داخلہ نصرت جہاں اکیڈمی جونیئر سیکشن

نصرت جہاں اکیڈمی جونیئر سیکشن میں پریپ (PREP) کلاسز میں ۱۹۹۳ء کیلئے داخلہ دسمبر ۱۹۹۲ء میں شروع ہو گا۔ داخلہ کے لئے ٹیسٹ ۵ر اور ۶ر دسمبر ۱۹۹۲ء کو ہونگے اور انٹرویو ۷ر دسمبر ۱۹۹۲ء کو ہو گا۔ پریپ کلاسز کے لئے بچوں کی عمر ۱/۲ ۴ سال تا ۱/۲ ۵ سال ہونی چاہیئے۔ داخلہ کے وقت برتھ سرٹیفکیٹ (BIRTH CERTIFICATE) پیش کرنا ہو گا۔

ذہانت کے ٹیسٹ کے علاوہ انگریزی حروف تہجی (CAPITAL LETTERS) لکھنے پڑھنے آنے چاہئیں اسی طرح اردو حروف تہجی (الف سے ح تک) لکھنے پڑھنے آنے چاہئیں۔ دوسری کلاسز میں بھی بعض سیٹوں پر داخلے ہوں گے جو والدین اپنے بچوں کو نصرت جہاں اکیڈمی میں داخل کروانا چاہیں وہ فوری طور پر دفتر نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ سے رابطہ کریں۔

چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن رجسٹرڈ ربوہ

بقیہ صک سے آگے

آنتوں اور جگر کی بیماریوں کے بارے میں خدا کے فضل سے یہ ہسپتال ملک بھر میں شہرت حاصل کر چکا ہے۔ متعدد تحقیقاتی مقالات پاکستان کی انٹرنیشنل کانفرنسز میں یہاں پر تکمیل پاکر پڑھے جا چکے ہیں۔

مکرم ڈاکٹر قریشی صاحب نے بتایا کہ امریکہ سے بہت جلد ایک اعلیٰ پایہ کی جدید ترین ایکسرے مشین بھی فضل عمر ہسپتال پہنچ رہی ہے۔ جس کے بعد ایک نیا پروسیجر ای آر سی پی بھی شروع کیا جا سکے گا۔ جسکے تحت پتھری کا علاج بغیر اپریشن کے کیا جا سکتا ہے۔

ٹی بی کی بیماری کے بارے میں مکرم ڈاکٹر قریشی صاحب نے بتایا کہ اس ہسپتال نے ایک غیر معمولی تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ۱۹۶۹ء میں جب میں انگلستان سے اس مرض کے علاج کی اعلیٰ تربیت حاصل کر کے آیا تو محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب پہلے ہی ٹی بی کا علاج جدید بنیادوں پر شروع کر چکے تھے۔ میری آمد پر یہ کام میرے سپرد ہوا اور خدا کے فضل سے چند ہی سال میں ربوہ اور اطراف سے ہم نے کامیابی کے ساتھ یہ مرض ختم کر دیا۔ اب اس مرض کے مریض چنیوٹ یا دور دراز کے علاقوں سے آتے ہیں۔ ہسپتال کی ترقی میں حائل رکاوٹوں کا ذکر کرتے ہوئے محترم ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ بہت اہم رکاوٹ تربیت یافتہ نرسوں کی کمی ہے۔ جس کے لئے مناسب تعداد میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں میسر نہیں ہیں۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے اپنے شعبے کے ڈاکٹروں نرسوں اور دیگر کارکنوں کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا جو دن رات کام کرتے ہیں اور باوجود تعداد کی قلت اور ڈیوٹیوں کے لمبے اوقات کے نہ تو تھکتے ہیں اور نہ حرف شکایت زبان پر لاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں ان کے تعاون کے احسان کا بدلہ کسی طرح بھی نہیں چکا سکتا۔

آخر میں انہوں نے نہایت ذہین معاملہ فہم اور اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ایڈمنسٹریٹر مکرم کرنل ریٹائرڈ ایاز محمود خان صاحب کا ذکر کیا اور ان کے مسلسل تعاون اور مدد کو سراہا۔ ڈاکٹر صاحب نے درخواست کی کہ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں کی پردہ پوشی کرے اور ہم سب پر اپنا فضل فرمائے۔

اس موقعہ پر مرد اور عورت نرسز کے امتحانات میں اول دوم سوم آنے والے لڑکوں کو مردوں کے حصہ میں محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے اور لڑکیوں کو خواتین کے حصہ میں حضرت چھوٹی آپا صاحبہ نے انعامات تقسیم فرمائے۔

سال دوم میں مکرم محمد انور ندیم صاحب اول۔ مکرمہ امۃ الباسط صاحبہ دوم اور مکرم مظفر احمد صاحب سوم رہے۔ سال اول میں مکرمہ امۃ الشکور صاحبہ اول۔ مکرم مبشر احمد صاحب دوم اور مکرم محمد یعقوب منگلا صاحب سوم آئے۔ یہ تربیت مکرم ڈاکٹر محمد احمد صاحب اشرف کی نگرانی میں دی جاتی ہے۔ سپیشلسٹ ڈاکٹرز اور دیگر اہم شخصیات کو لیکچرز کے لئے مدعو کیا جاتا ہے۔

تقسیم انعامات کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے دعا کروائی تقریب میں سٹیج سیکرٹری کے فرائض نوجوان ڈاکٹر مکرم سلطان احمد صاحب مبشر نے عمدگی سے ادا کئے۔ عورتوں کے حصہ میں تقریب کو ٹی وی پر دکھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ تقریب کے اختتام پر مہمانوں نے نو تعمیر شدہ وارڈوں اور نرسز ہاسٹل کی عمارت کا معائنہ کیا آخر میں مہمانوں کی خدمت میں ریفرشمنٹ پیش کی گئی۔

خوشخبری

احباب کی سہولت کے پیش نظر ہم نے خالص دودھ کی ہر وقت فراہمی کا انتظام کیا ہے۔ ۶ روپے فی لٹر

گلشن بیکرز نزد ایوان محمود — ربوہ —

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔